فدائیت کے پردہ میں سبائیت

تحریر = خاور امین باجوہ کھیوڑہ

اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

میرے یہ مضمون لکھنے کا محرک جناب ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی صاحب کا وہ مضمون ہے جو "شہادت حسینؓ" کے نام سے ۱۲ جولائی ۱۹۹۲ء کے نوائے وقت روزنامہ میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں جناب ڈاکٹر نظامی صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں کہ "یزید کی ولی عہدی اسلام میں ایک ایسی بدعت تھی جس نے آگے چل کر نظام اسلام کی پوری عمارت کو ملیا میٹ کر دیا۔

متاع دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزہ خوں ریز ہے ساقی

سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کی ابتدائی تحریک:۔ سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کی تجویز کی ابتدا صحابی رسولؐ سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ کی طرف سے ہوئی۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے ساٹھ لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی عظیم مملکت اسلامیہ میں دور خیر القرون میں بسنے والے عظیم لوگوں کے قلوب و اذہان اور کردار و افکار کا گہری بصیرت اور غور و فکر سے مطالعہ کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس عظیم مملکت اسلامیہ کو مستقبل میں پیش آنے والی سازشوں اور اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ مستقبل میں ہونے والے خلیفۃ المسلمین کا اعلان کر دیا جائے اور وہ ایسی جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیت ہو جو علم و عمل تدبر و تعقل جود و سخاوت میں منفرد حیثیت کی حامل ہونے کے علاوہ قیادت و سیادت اور شجاعت و بہادری میں ایسی بے مثل ہو کہ جس کا نام سنتے ہی سازشی اعداء و سبائی ناقوس بردار اپنی تخریبی سرگرمیوں کو نہ صرف یہ کہ بھول جائیں بلکہ ان کے چہرے پر مردگی چھا جائے چنانچہ سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ جو کہ صحابیؓ ہونے کی وجہ سے حقانیت قرآن کی ناقابل شکست دلیل ہیں نے عظیم مملکت اسلامیہ کو مستقبل میں پیش آنے والے اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کی خاطر ایسے واقعات کو قبل از وقت ہی دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے بھانپ کر ایمانی فراست کے ساتھ خال المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر معاویہؓ کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ زندگی کا کوئی پتہ نہیں کہ کب اس کا چراغ گل ہو جائے اس لئے آپ اپنے بیٹے سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کا اعلان اپنی زندگی میں ہی فرما دیں تاکہ عوام ایک حتمی فیصلہ پر مجتمع ہو جائیں اور بعد میں خلافت کے مسئلہ پر امت مسلمہ کی آپس میں خانہ جنگی نہ ہو سیدنا امیر معاویہؓ نے سیدنا

مغیرہ بن شعبہؓ کی یہ تجویز غور و فکر کے ساتھ سنی اس کے بعد کسی قسم کے رد عمل کا اظہار نہ فرمایا کسی طرف سے بھی یزیدؒ کی ولی عہدی کی مخالفت نہ ہونے کے باوجود سیدنا معاویہؓ نے اس کا اعلان نہ فرمایا بلکہ امت مسلمہ کے یزید کی ولی عہدی پر متفق ہو جانے کے کئی سال بعد سیدنا معاویہ نے سنہ ۵۶ھ میں حج سے فارغ ہو کر دمشق جاتے ہوئے مدینہ میں حاضری دینے کے بعد اکابرین مدینہ کو طلب کر کے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی جب ہر طرف سے یزیدؒ کی ولی عہدی کی اس تجویز کی تائید کی گئی تو خال المومنین خلیفتہ المسلمین سیدنا معاویہ نے یزید کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا چنانچہ تمام صحابہؓ و تابعین نے پانچ سال تک سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کی بیعت بسرو چشم قبول کر کے اس ولی عہدی کے عین مطابق اسلام ہونے کی تائید کر دی۔

سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کی اجمالی بیعت :۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ تمام علاقوں کے لوگوں نے ان کی (ولی عہدی) کی متفقہ بیعت کی (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۷۹)

علامہ ابن کثیر مزید ارقام فرماتے ہیں کہ "تمام شہروں میں سیدنا یزید کی بیعت بلا اختلاف کی گئی نیز ملک کے کونے کونے سے سیدنا یزیدؒ کے پاس (بیعت کرنے کے لئے) وفود آئے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۸۰)

مشہور مورخ ابن جریر طبری بھی لکھتے ہیں کہ اس (۵۶ ہجری) میں سیدنا معاویہؓ نے لوگوں سے اپنے بیٹے یزید کے لئے خلافت کی بیعت لی اور انہیں اپنا ولی عہد بنایا (طبری جلد ۶ صفحہ ۶۸)

مورخین کی اس صراحت سے یہ حقیقت مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا حسینؓ اور سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ سمیت ساٹھ لاکھ مربع میل پر پھیلی عظیم مملکت اسلامیہ میں بسنے والے لاکھوں صحابہؓ و تابعین سیدنا یزید کی ولی عہدی کی بیعت کر کے اس پر متفق تھے۔ ہمارا ڈاکٹر نظامی صاحب موصوف سے سوال ہے کہ بقول آپ کے یزید کی ولی عہدی اسلام میں بدترین بدعت ہے' تو دور خیر القرون میں عظیم مملکت اسلامیہ میں بسنے والے لاکھوں صحابہؓ و تابعین نے سیدنا یزید رحمتہ اللہ علیہ کی ولی عہدی کی بیعت میں شمولیت کیوں اختیار کی؟ اگر یہ بدعت تھی تو دور خیر القرون کے مسلم معاشرہ میں موجود لاکھوں صحابہؓ و تابعین کو کیوں بدعت نظر نہ آئی؟ کیا ڈاکٹر صاحب کی نگاہیں ہی ایسی عقابی ہیں کہ انہیں یہ بدعت نظر آگئی ہے؟

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

اس دل آزار تحریر میں ڈاکٹر نظامی صاحب موصوف نے یزید کی ولی عہدی کو اسلام میں بدترین قرار دے کر بیک جنبش قلم دور خیر القرون میں اس وقت بسنے والے تمام صحابہ تابعین کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے (معاذ اللہ) کیونکہ اگر بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی

بدترین بدعت تھی تو سیدنا یزید رحمتہ اللہ علیہ کو ولی عہد بنانے والے اور ان کی ولی عہدی کی بیعت کرنے والے تمام صحابہ کرامؓ و تابعینؒ عظام کو بدعتی ماننا پڑے گا اور پھر بات صرف یہیں نہ رہے گی بلکہ وہ تمام کی تمام مقدس ہستیاں غیر مسلم بھی قرار پائیں گی کیونکہ احادیث نبویہ کی رو سے بدعتی کافر ہے چنانچہ رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

"لا یقبل اللہ لصاحب بدعتہ صوما ولا صلوۃ ولا صدقتہ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہاد او یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین (ابن ماجہ)

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ بدعتی شخص کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز اور خیرات و زکوۃ اور نہ حج و عمرہ اور نہ جہاد اور بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکل جاتا ہے ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ۔ جو شخص یہاں کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو پناہ دے پس اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے بدعتی کا نہ فرض قبول ہے نہ نفل (بخاری مسلم)

صحابہؓ کرام کا ہر کام از روئے قرآن رضائے الٰہی کے تابع ہوتا ہے اس حقیقت کے باوجود یہ تحریر کر کے اتنا واضح تبرا کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف کو اس کا خیال کیوں نہ آیا کہ اس کا نتیجہ نبوت کے گواہ، حقانیت قرآن کی ناقابل شکست دلیل جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بدترین تبرا کی صورت میں ظاہر ہو گا؟

بازار کھلا ہے ہر وقت یاران بہار کے لئے
ناخن عقل کے آنکھیں بصیرت کے ہر بیمار کے لئے

محقق و مورخ علامہ ابن خلدون کی رائے

علامہ عبدالرحمن بن خلدون تحریر فرماتے ہیں کہ شریعت میں اجماع امت سے اس عمل (یعنی ولی عہدی) کا جواز ثابت ہے کیونکہ حضرت ابو بکرؓ نے صحابہؓ کے مجمع میں حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین و ولی عہد مقرر فرمایا جس کو تمام صحابہؓ نے جائز رکھا اور حضرت عمرؓ کی اطاعت و پیروی اپنے اوپر لازم قرار دی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے قبل وفات ولی عہدی کے مسئلہ کو عشرہ مبشرہ سے چھ بقیہ صحابہؓ کی صوابدید پر چھوڑا اور ان کو اختیار دیا کہ وہ مسلمانوں کے لئے کوئی بھی امام چھانٹ لیں ..... اب جس مجمع میں یہ مسئلہ طے پایا اس میں وہ سب صحابہؓ موجود تھے جو شیخین سے بیعت کر چکے تھے کسی نے اس مسئلہ ولی عہدی و جانشینی پر اعتراض نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اس سے صاف پتہ چلا کہ وہ بالاتفاق رائے اس طریق جانشینی کے جواز کے قائل تھے اور اس کی مشروعیت کو پہلے ہی سے جانتے تھے اور یہ بات معلوم ہو ہی گئی کہ اجماع شرعی مسائل کے لئے حجت مانا گیا ہے اب اگر امام اپنے باپ یا بیٹے

کو اپنا ولی عہد مقرر کر دے تو ہم اس پر بدگمانی نہیں کر سکتے کیونکہ جب وہ اپنی زندگی میں سارے امور و معاملات میں قابل اعتماد مانا گیا ہے تو وہ اپنی زندگی کے بعد کے معاملات میں جو فیصلہ دے گیا ہے اس میں بھی ہم کو اس پر بدگمانی نہیں کرنی چاہئے اور اس پر اتہام نہیں لگانا چاہئے..... خصوصاً جبکہ کسی مصلحت کا تقاضا بھی اس کے ساتھ شامل ہو یا کسی فتنہ و فساد سے بچاؤ مدنظر ہو تو ایسے وقت تو بدظنی کی سرے سے گنجائش نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزیدؒ کو جانشین بنایا تو ان کے اس فعل پر بنی امیہ کے ارباب حل و عقد کا اتفاق ان کے لئے کافی حجت تھا اور اسی اتحاد و اتفاق کی مصلحت کو سامنے رکھ کر انہوں نے لوگوں کو چھوڑ کر یزیدؒ کو اپنی جانشینی کے لئے چھانٹا یہ حقیقت ہے کہ بنو امیہ اس وقت یزید کے سوا کسی اور کی ولی عہدی کے لئے رضا مند ہونے والے نہیں تھے اور وہ قریش اور دیگر تمام مسلمانوں کی عصبیت (یعنی قوت و حمایت) اپنی پشت پناہی میں رکھتے تھے خود بھی بااثر تھے اور باشوکت لہٰذا انہیں حالات کے پیش نظر حضرت معاویہؓ اور بہتر لوگوں کو چھوڑ کر یزید کا انتخاب کیا اور فاضل و بہتر کو نظرانداز کر کے مفضول و کمتر کو مسند سلطنت پر لائے صرف اس لئے سے کہ لوگوں کا اتحاد و اتفاق اور ان کی رائے میں یک جہتی کہیں ہاتھ سے نہ جاتی رہے جس کے بقاء کو نبی علیہ السلام نے بہت ہی اہمیت دی ہے ورنہ اس کے علاوہ حضرت معاویہؓ کے بارے میں اور کیا کہا جا سکتا ہے کیونکہ ان کی مسلمہ عدالت و صحبت نبوی کو دیکھتے ہوئے زبان ان کے بارے میں بدگمانی کا خیال ظاہر کرنے سے گنگ ہے مزید براں اکابر صحابہؓ کی موجودگی اور ان کا اس بارے میں سکوت اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ حضرت معاویہؓ ہر بدظنی سے پاک ہیں اور ان کو الزام نہیں دیا جا سکتا نہ تو صحابہؓ ہی کی وہ شخصیتیں تھیں کہ وہ حق کے اظہار سے خاموش رہتے' نہ حضرت معاویہؓ اس مزاج کے تھے کہ وہ عزت و شان مملکت کی خاطر حق کو اختیار کرنے سے باز رہتے ان بزرگوں کی عدالت ایسی غلط کاریوں سے بہت بلند و بالا تر ہے (مقدمہ ابن خلدون اردو مطبوعہ کراچی صفحہ ۲۴۰' ۲۴۱)

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

اے دیدہ عبرت دیکھ ! علامہ ابن خلدون کی اس صراحت اور مندرجہ بالا ثابت شدہ تاریخی حقائق کو اپنی جگہ پر اٹل اور ایک مسلمہ حقیقت ہونے کی بنا پر نہ تو علمی موشگافیوں سے ان کا انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ منطقی نقطہ آفرینیوں سے اس حقیقت سے انحراف ممکن ہے۔ رہی یہ بات کہ باپ کے بعد بیٹے کی ولی عہدی و جانشینی جائز نہیں۔ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ باپ کے بعد بیٹے کی ولی عہدی کے ناجائز ہونے پر قرآن مجید اور پورے سرمایہ حدیث میں کوئی آیت و حدیث حتیٰ کہ خفیف سا اشارہ بھی موجود نہیں۔ بلکہ

قرآن مجید میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کی بغیر کسی مذمت کے مدح سرائی فرمائی گئی ہے۔ ہمارا ڈاکٹر نظامی صاحب سے سوال ہے کہ اگر (یہاں) باپ کے بعد بیٹے کو نبوت و حکومت مل سکتی ہے تو پھر سیدنا معاویہؓ کے بعد ان کے بیٹے (یزیدؒ) کو خلافت کیوں نہیں مل سکتی وہ اس کے کیسے مستحق نہیں؟ حضرت!

ٹھوکریں مت کھایئے چلئے سنبھل کر دیکھ کر
چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر

مشہور مورخ ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ جب لوگوں نے (حضرت علیؓ) سے حضرت حسنؓ کو ان کے بعد خلیفہ بنا لینے کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے روکتا ہوں تم لوگ زیادہ مناسب سمجھتے ہو (تاریخی طبری جلد ۴ صفحہ ۵۰۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا علیؓ قبل از وقت جانشینی کے تقرر میں کوئی خرابی یا برائی محسوس نہ کرتے تھے۔ اگر زندگی میں ہی بیٹے کی ولی عہدی بدعت ہوتی تو سیدنا علیؓ اس مسئلہ میں قطعاً" خاموش نہ رہتے اور اس تجویز کو سختی کے ساتھ مسترد فرما دیتے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی روایت نقل فرماتے ہیں کہ "سیدنا علیؓ نے سیدنا حسنؓ کی خلافت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا (اگرچہ میں حسنؓ کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں لیکن) اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی بھلائی چاہے گا (ازالتہ الخلفاء مقصد اول لوازم خلافت خاصہ بحوالہ الحاکم)
اگر باپ کے بعد بیٹے کی جانشینی قابل اعتراض ہے تو ڈاکٹر نظامی صاحب موصوف سیدنا علیؓ کے متعلق کیا فرمائیں گے جنہوں نے سیدنا حسنؓ کو اپنا جانشین بنایا؟ حیرت بالائے حیرت ہے کہ جو چیز سیدنا علیؓ کے حق میں قابل اعتراض نہیں وہ سیدنا معاویہؓ کے لئے کیونکر بدعت قرار دی جا سکتی ہے؟ **تلک اذا قسمتہ ضیز**

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

مندرجہ بالا حقائق کے ہوتے ہوئے بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین سیدنا یزید رحمتہ اللہ علیہ کی ولی عہدی کو جو کہ از روئے شریعت قطعی طور پر جائز ہے کو حب حسینؓ کی جاہلانہ را فضیانہ اور اندھی عقیدت میں بدعت کہہ کر اس وقت دور خیر القرون میں موجود تمام صحابہ و تابعین کو اس میں شریک ہونے پر درحقیقت کفر و ارتداد کا مرتکب ٹھہرا دینا کس درجے کی ڈھٹائی ناانصافی اور زیادتی

ہے؟ اور اگر یہ بدعت تھی تو کیا اس کا یہی مطلب نہیں نکلتا کہ رسول عظیم رحمت للعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کرام کی تربیت میں ناکام رہے؟ (معاذ اللہ) نیز یہ بھی واضح رہے کہ صحابہ کرام کے ایمان کو قرآن مجید نے مقرر کر دیا ہے اس لئے حقانیت قرآن کی ناقابل شکست دلیل صحابہؓ کرام کے ایمان میں شک کرنا درحقیقت قرآن مجید میں شک کرنے کے مترادف ہے۔

کسی کی بے رخی کا ہم زباں سے کیوں کریں شکوہ
کریں گے فیصلہ خود رنگ محفل دیکھنے والے

صحابہؓ نے آواز نبوتؐ کو چہار دانگ عالم میں پھیلایا اور اپنا خون دے کر اسلام کے پودے کو سینچا ایسی صورت میں بھلا کون ایماندار صحابہؓ کرام کی ان مقدس اور پاک باز ہستیوں کے متعلق ایسے غلط تصورات قائم کر سکتا ہے اور پھر بشارت مغفرت کے امین سیدنا یزیدؒ کو اپنا ولی عہد مقرر کرنے والے خال المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صرف صحابی رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں بلکہ کاتب قرآن بھی ہیں اس لئے اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہمارا اعتماد جاتا ہے تو پھر قرآن سے بھی جاتا ہے کیونکہ وہ کاتب قرآن تھے۔ مندرجہ بالا سطور تحریر کرنے سے پہلے ہم مستند تاریخی حقائق کے حوالہ جات سے یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ بشارت مغفرت کے امین سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کی بیعت میں سیدنا حسینؓ اور سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ سمیت پوری امت مسلمہ نے شمولیت اختیار کر لی تھی اور تقریباً پانچ سال تک سیدنا حسینؓ اور سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کی بیعت میں شامل رہے اس سے یہ حقیقت بھی آفتاب نیمروز کی مانند واضح ہو جاتی ہے کہ بشارت مغفرت کے امین خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر یزید رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف طعن و تشنیع کو قطعی طور پر درست قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ ان کی اجتہادی خطا تھی وگرنہ ڈاکٹر نظامی صاحب اور ان کے ہمنوا ہمیں یہ بتلائیں کہ اس خروج سے پہلے سیدنا حسینؓ نے سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کی بیعت اگر وہ فاسق و فاجر اور خلافت کے لئے نااہل تھا تو کیوں کی تھی؟

اس طرح ڈاکٹر نظامی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کا یہ کہنا بھی قطعاً حقیقت پر مبنی نہیں کہ یزید فاسق و فاجر اور ظالم تھا ہمارا ڈاکٹر صاحب ان کے ہمنواؤں اور پوری ملت تبرائیہ امت سبائیہ کو یہ چیلنج ہے کہ وہ شیعہ یا سنی کسی بھی تاریخ کی کتاب سے یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ سیدنا حسینؓ یا سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ نے خروج کرتے وقت یا کبھی بھی کسی بھی موقع پر امیر یزیدؒ کو فاسق و فاجر قرار دیا یا ایک لفظ بھی اپنی مقدس زبان سے امیر یزیدؒ کے خلاف نکالا ہو حیرت ہے کہ جب یہ بزرگ امیر یزیدؒ کو فاسق و فاجر اور ظالم قرار نہیں دیتے حالانکہ یہ امیر یزیدؒ کے سیاسی حریف بھی تھے تو ڈاکٹر صاحب موصوف ان کے ہمنوا اور ملت تبرائیہ امت ابن سبائیہ' بشارت مغفرت کے امین خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر یزیدؒ کو کس

طرح فاسق و فاجر اور ظالم قرار دیتی ہے کیا یہ بزرگ اور پوری جماعت صحابہؓ جن کے سامنے سیدنا یزید ؒ کی پوری زندگی گزری کیا وہ سیدنا یزیدؒ کے کردار و اعمال سے ناواقف تھے جس کی بنا پر انہوں نے اپنی پوری زندگی میں سیدنا یزیدؒ کو فاسق و فاجر قرار نہ دیا؟ اب ڈاکٹر صاحب کے امیر یزیدؒ کے متعلق اس موقف کے بارہ میں اور کیا کہا جائے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

ہماری اہلسنّت کے عوام و خواص سے اپیل ہے کہ وہ جنتی جلدی ہو سکے مسئلہ امیر یزیدؒ کی حقیقت کو سمجھ لیں اور اس حقیقت کی ترویج و اشاعت میں بھرپور حصہ لیں یہ ان کے لئے بہتر ہو گا کیونکہ بشارت مغفرت کے امین خلیفتہ المسلمین سیدنا یزیدؒ کو ملعون و مردود قرار دینا درحقیقت ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ۲۹۸ صحابہؓ کرام اور امہات المومنین پر بدترین تبرا ہے اس لئے ایسے حالات میں اس خواب غفلت سے بیدار نہ ہونا سخت مجرمانہ تغافل ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ

"جب فتنے اور بدعات ظاہر ہوں اور میرے صحابہؓ کو برا بھلا کہا جائے تو ایسے میں ہر عالم پر لازم ہے کہ وہ اپنا علم ظاہر کرے اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو گی (الاعتصام للشاطبی جلد اول صفحہ ۵۲)

یہ بھی حقیقت ہے کہ مسئلہ امیر یزیدؒ ہی سے ملت تبرائیہ امت ابن سبائیہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرا کی راہ ہموار کرتی ہے اس لئے جب تک یہ مسئلہ مکمل طور پر حل نہ ہو اس وقت تک نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہ اور دین اسلام کے ناقل عظیم المرتبت صحابہؓ کرام کی عظمت کے مشن کے پایہ تکمیل تک پہنچنے کی توقع رکھنا عبث ہی نہیں بلکہ انتہائی نادانی بھی ہے۔ واقعہ کربلا اور مسئلہ امیر یزیدؒ کی حقیقت کی تفہیم کے لئے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی کتاب "الشیعہ والتشیع" علامہ عظیم الدین صدیقی کی کتب "حیات سیدنا یزید' عظمت کے پھول نیز علامہ فیض عالم صدیقی شہیدؒ مولف کتب کثیرہ کی کتب خصوصا واقع کربلا' القول المفتوح علاوہ ازیں محقق الحدیث علامہ حسن محمد نوکھروی کی کتاب حضرت حسینؓ اور امیر یزیدؒ نیز محترم حافظ صلاح الدین یوسف کی کتاب ماہ محرم اور موجودہ مسلمان کی طرف مراجعت انتہائی مفید ہے۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم ظہیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ دلگیری